Lesson 27. Al-Baqarah (Ayaat 217 - 221): Day 93 سُوْرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾

اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر کر (کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہاں کفر سے مراد یہ نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہہ دے کہ میں کافر ہو گیا ہوں۔ بلکہ کفر کے درجے ہیں۔ کفر کے کئی درجے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان اپنی مرضی سے یا کسی ڈر یا لالچ کی وجہ سے اسلام چھوڑ دے تو اُسے مرتد کہتے ہیں۔ تو اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو کیونکہ وہ مسلمان تھا تو اس کا جان اور مال محفوظ تھا اب وہ نہیں رہے گا۔ ایک مسلمان ملک میں رہنے والے مسلمان کو کچھ حقوق حاصل ہیں۔ اگر وہ مسلمان نہیں رہتا تو اسے وہ حقوق بھی حاصل نہیں ہونگے۔

کیونکہ کافر یا غیر مسلم کو جزیہ دینا پڑے گا۔

دوسری بات یہ کہ اس کا اپنی مسلمان بیوی سے نکاح ٹوٹ جائے گا۔ مشرک مرد کی بیوی مسلمان نہیں رہ سکتی۔ اُسے اپنی بیوی چھوڑنی پڑے گی۔

تیسرا نقصان یہ کہ اُسے وراثت میں حصّہ نہیں ملے گا۔ دین چھوڑنے والے بچّے کو جائیداد میں حصّہ نہیں ملتا۔ اُس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔

اگر کسی ملک میں اصل صحیح اسلامی حکومت ہے تو مرتد کی سزا قتل ہے۔ ایسے باغی اور دین سے پھرنے والے کو جینے کا حق نہیں ملتا۔

اگر کوئی غیر مسلم کوئی غلط بات کرے گا تو کوئی نہیں سنے گا لیکن جب کوئی مسلمان دین سے پھرنے کے بعد اسلام کے خلاف باتیں کرے گا تو لوگ سوچیں گے کہ شائد یہ صحیح کہہ رہا ہے۔ وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے۔ اسی لئے اسلام سے پھرنے والے کی سزا موت ہے۔

ایسے شخص نے اپنے مسلمان ہونے کے دوران جو نیک کام کئے تھے اس کو آخرت میں اُن کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔

اللہ کا یہ اُصول سمجھ لیں کہ جب کوئی کفر سے اسلام کی طرف آئے گا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور اگر کوئی اسلام سے کفر کی طرف جائے گا تو اس کے پچھلے تمام نیک کام ضائع ہو جائیں گے۔ اس کے پچھلے تمام گناہ باقی رہیں گے۔ دُنیا اور آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

اسلام بندے کے ساتھ اُس کے حالات کے مطابق ڈیل کرتا ہے۔ مجھے یا آپ کو کسی پر فتوے لگانے نہیں چاہئے۔ اسلامی معاشرے کی حکومت اُس کے بارے میں فیصلہ کرے گی۔

ایک دور تو وہ اسلامی دور ہے جیسا نبی پاکؐ اور خلفائے راشدین والا دور ہے وہاں تو حکومت فیصلے کرتی ہے۔

دوسرا دور ہے جس کو ہم انقلابی دور کہیں گے جہاں ابھی پوری طرح اسلامی حکومت نہیں ہے۔ وہاں سارے اسلامی قوانین ابھی لاگو نہیں ہوتے۔ مثال دیکھ لیں کہ جب اسلام شروع میں آیا تو رسولؐ

اللہ کی ایک بیٹی نے اسلام قبول کر لیا لیکن آپؐ کے داماد ابھی کفر پر تھے۔ وہ جنگی قیدی ہو کر آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فدیے میں اسے کہا کہ وہ آپ کی بیٹی کو آپؐ کے پاس مدینہ بھیج دے۔ صرف علیحدگی کروادی۔ وہ کچھ عرصہ آپؐ کے پاس رہی پھر جب داماد نے اسلام قبول کر لیا تو آپؐ نے دونوں کو ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔

ہم فتوے لینے میں بہت جلدی کرتے ہیں۔ وقت دینا چاہئے۔ اسلام کی خوبصورتی ہے۔ اسلام کفر کے نکاح کی بھی قدر کرتا ہے۔ کسی عیسائی کا اگر چرچ میں نکاح ہوا تھا اور وہ اسلام لے آتے ہیں تو وہی نکاح قائم رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی ہندو جوڑے کا آگ کے گرد پھیرے لے کر بھی نکاح ہوا اور اب وہ دونوں مسلمان ہو جاتے ہیں تو وہی نکاح قائم رہے گا۔

ایک حدیثؐ ہے کہ اسلام اور کفر کے درمیاں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ اگر اس کی رُو سے دیکھیں تو جو شخص نماز کا انکار کرتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا تو کیا وہ کافر ہے؟ یہ فیصلہ کرنا میرا یا آپ کا کام نہیں ہے۔ آپ صرف اپنے آپ کو دیکھیں۔

آپ اور میں کبھی فتوے نہ دیں۔ اپنا محاسبہ کریں۔ دوسروں کو نہ دیکھیں۔ یہ معاملات اللہ پر چھوڑ دیں۔ اسلام کے کچھ اُصول ایک تو کتابوں میں لکھے ہیں اور کچھ ہمیں عمل سے ملتے ہیں۔

اب اگر کوئی شراب پیتا ہے اور زنا کرتا ہے۔ تو ایک حدیثؐ ہے کہ زانی سے ایمان نکل جاتا ہے۔ تو وہ عورتیں جن کے شوہر زانی ہیں وہ کیا کریں؟ ہر بندے کے اوپر میں یا آپ مفتی نہیں ہیں۔ ہم کوئی فتوے نہ دیں۔ ہر بندے کا اپنے اللہ سے معاملہ ہے۔ اگر ہمارے گھروں میں ایسے حالات ہیں تو اپنے

گھر والوں کو سمجھائیں پیار سے محبت سے، تھوڑا سختی سے۔ تبلیغ کر کے۔ اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اللہ آپ کے لئے راستے کھول دے گا۔

اگر کوئی فسق کرے۔ مثال کے طور پر حرام کھاتا ہے اور یہ کہے کہ خنزیر اب حلال ہے تو یہ فسق ہے۔ اللہ کی حدود سے نکلنا ہے۔ یہ بھی ایک کفر کا درجہ ہے۔ شراب پینا بھی کفر کا درجہ ہے لیکن میں اور آپ فتوے نہ دیں۔

تیسرے پارے میں آتا ہے کہ کسی کو زبردستی اسلام پر نہیں رکھ سکتے۔ لا اکراہ فی الدین۔

ہر ایک کا اپنے اللہ سے معاملہ ہے۔ تو جو بھی کوئی عمل کرے گا، اُس کی جزا پالے گا۔

اگر کوئی اسلام میں آ گیا تو اندھیروں سے نکل کر سورج کی روشنی میں آتا ہے۔ اللہ کی طرف آنے کا راستہ ون وے ہے۔ واپسی کا راستہ پھر اندھیروں اور تباہی کا راستہ ہے۔

دعا کریں کہ میری زندگی میں کوئی ایسا معاملہ نہ آئے کہ اللہ کو ناراض کر دوں۔

قتل اور فتنے فساد اسلام کا مزاج نہیں ہیں۔ ہمارے لئے پہلا جہاد قلم اور زبان کے ذریعے ہے۔

اپنی ساری کوششیں کرنے بعد پھر دوسرے جہاد کا حکم آتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾

جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطن چھوڑ گئے اور (کفار سے) جنگ کرتے رہے وہی خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور خدا بخشنے والا (اور) رحمت کرنے والا ہے۔

اب یہاں واپس بات اُنہی صحابہ کرامؓ کی ہے کہ جن سے غلطی سے قتل ہو گئی تھی۔ دیکھو یہ کن حالات میں ایمان لائے اور پھر مشرکین نے اتنے دُکھ دیئے۔

تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد بھی ان کو ہجرت کرنی پڑی۔ اپنا وطن اور گھر بار چھوڑنا پڑا۔ یہاں ہمارے لئے سبق ہے کہ کسی کی نیکیاں فراموش نہ کریں۔ ایک مسلمان کبھی احسان فراموش نہیں ہوتا۔ کوئی درخت بھی آپ کو سایہ دے تو اس کی چھاؤں کی قدر کریں۔ کوئی آپ کے ساتھ نیکی کرے تو یاد رکھیں۔

پھر اِن صحابہ کرامؓ نے جہاد کیا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بندہ اپنے رَبّ کو دکھا دے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔ وہ اللہ کے ساتھ ہونا ثابت کر دے۔ مثال دیکھ لیں۔ اگر آپ کے گھر میں کوئی پرانا ملازم ہے۔ کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو پھر آپ اس کو معاف کر دینگے۔ جس بندے کی اپنائیت کا آپ کو احساس ہو جائے آپ اُس کی قدر کرتے ہیں۔ آپ اُس انسان کی خامیاں معاف کر دیتے ہیں۔

جب اللہ کو یقین دِلا دیں کہ ہم اُس کے بندے ہیں یعنی جب ہم اپنے عمل اور نیّت سے یہ بات ثابت کر دیں۔ اللہ دیکھ لیتا ہے کہ یہ بندہ غم اور دُکھ میں میرے در پر آ کر روتا ہے اور مانگتا ہے۔ ہر طرح کے حالات میں اپنا تعلق رَبّ سے جوڑے رکھتا ہے۔ خوشی کے حال میں شکر ادا کرتا ہے۔ پھر اللہ فرشتوں سے کہہ دیتا ہے کہ اب فرشتے درمیان سے ہٹ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دِن

فرشتے اللہ سے کہیں کہ دیکھو اللہ اس بندے نے یہ غلطی کی تھی، یہ گناہ کیا تھا۔ اللہ فرمائیں گے کہ کوئی بات نہیں یہ میرا بندہ ہے۔ یہ ہے اصل ایمان لانا۔ کہ اللہ کو اُس کا بندہ ہونے کا یقین دِلا دیں۔

پھر ہماری نماز، ہمارا ہر عمل، ہماری قربانی صرف اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ ہم نے آیت ۱۷۷ میں پڑھ لیا کہ اصل میں اللہ پر ایمان لانا لازم ہے۔ اس کو آیتِ برّ کہتے ہیں۔ اس میں ہم نے تفصیل دیکھی تھی۔ ایمان میں پانچ چیزیں آتی ہیں۔

اللہ پر ایمان۔ فرشتوں پر ایمان۔ اللہ کی کتابوں پر ایمان۔ اللہ کے رسولوں (انبیاء کرامؑ) پر ایمان۔ یومِ آخر پر ایمان۔

اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ ہم زندگی کی سب سے بنیادی حقیقت کو پا گئے ہیں۔

1. ہم زندگی گزارنے کے احکام اللہ سے لیں گے۔ اللہ کو بڑا مان لیا ہے۔ اللہ کی ذات کو کمال کی حد تک مان لیا ہے۔ ایسے انسان کی زندگی سے تنہائی ختم ہو جاتی ہیں۔
2. بے چارگی ختم ہو جاتی ہے۔ اپنے آپ کو محروم نہیں سمجھنا۔ اللہ کے ساتھ تعلّق پر خوشی محسوس کرنی ہے۔ اللہ میرے سب دکھ سکھ سُنے گا۔
3. مجھے ایسا سہارا مل گیا ہے جو میرا ساتھ دے گا۔ اللہ نے مجھے سب کچھ دے دیا ہے۔
4. اللہ صرف میری ضرورتوں سے ہی نہیں میری خواہشات سے بھی واقف ہے۔ اللہ میری ہر تمنا سے واقف ہے۔

5. کوئی ہے جو میری دعاؤں کو سنتا ہے اور میری دعائیں قبول کرے گا۔

6. مجھے غموں اور تکلیفوں سے نجات دے گا۔

اللہ ہمیں کچھ دیتا ہے تو ہم آسائیشوں اور نمائش پر خرچ کرنے لگتے ہیں۔ ہم اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ خشوع اور خضوع کی بجائے آرام دہ ماحول کے عادی بن جاتے ہیں۔

پھر اللہ آزمائش میں ڈالتا ہے۔ مال کم ہو گیا۔ اب ڈیپریشن ہو جاتا ہے۔ اب اللہ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے خود ترسی کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ اللہ کے قریب ہونے کی بجائے غم اور دُکھ میں پڑ جاتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا کہ اس کو آدمی نہ کہو جس کو خوشی میں ربّ یاد نہ رہے اور نہ غم میں رَبّ یاد رہے۔ کسی کی نوکری جاتی ہے تو اللہ کو بھول جاتے ہیں کہ ہم بڑے پریشان ہیں۔

ہم سوچتے ہیں کہ ہم خود اپنی پریشانیاں دور کر لیں گے۔ اللہ سورہ طلاق میں فرماتے ہیں؛

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿٢﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ

اور جو کوئی خدا سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج و محن سے) مخلصی (کی صورت) پیدا کرے گا ﴿٢﴾ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہو۔

میں نے ایسے کئی لوگوں کو دیکھا ہے جن کو اللہ نے دیا اور پھر واپس لیا اور پھر عطا کر دیا۔

میں اور آپ کئی ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ لوگ بوڑھے ہو گئے۔ بچّوں کو خود رُخصت کر دیا اور اب اولڈ ہومز میں بیٹھے کھڑکیوں سے باہر دیکھتے رہتے ہیں۔ کئی لوگ ڈیپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کئی لوگ تو صرف موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ نہ آخرت کے لئے کچھ بھیجا کہ آگے کا انتظار ہے۔

ہمارے ملکوں میں بزرگوں کی اوسط عمر کم ہے۔ کھانے پینے اور صحت کے حالات کی وجہ سے جلدی وفات پا جاتے ہیں۔ یہاں مغربی ممالک میں ستّر اسّی سال کے بزرگ بیٹھے ہیں۔ ہسپتالوں میں بیٹھے ہیں۔ جب انسان کا آخرت پر ایمان ہوتا ہے تو آپ اللہ کی راہ میں کچھ دیتے ہیں۔

جس نے اپنا فالتو مال یہاں رکھا ہی نہیں تو اُس نے نہ صرف آگے بھیج کر جمع کر لیا بلکہ اُسے آگے جانے سے ڈر نہیں لگے گا۔ صرف اُتنا سامان ہو جتنا آپ نے استعمال کرنا ہو۔ باقی آپ اپنا زائد سامان آگے بھیج دیں۔ نہ تو سنبھالنا پڑے اور دوسرا آگے جا کر دوگنا چوگنا ہو کر مل جائے۔

جس نے آخرت کا سوچ لیا اُس کو اللہ کی راہ میں دینا مشکل نہیں لگے گا۔ انسان کی سوچ بدل جاتی ہے۔

ایمان بالآخر انسان کے لینے کے دینے میں ڈال دیتا ہے۔ اُس کا یقین ہے کہ اپنے رَبّ سے ملنا ہے۔ وہ آخرت کی فکر کرتا ہے۔ آخرت کے لئے دیتا ہے۔ حدیثِ رسولؐ ہے؛ نبی پاکؐ کے پاس ایک بکری آئی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں دے دو۔ پھر واپس آکر پوچھا کہ بکری کا کیا ہوا۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ کے گوشت کا ایک ٹکڑا آپؐ کے لئے رکھ لیا کیونکہ آپؐ کو دستی پسند تھی۔ باقی سب تقسیم کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا ایسے کہو کہ وہ سب باقی رہے گا جو اللہ کی راہ میں دے دیا ہے اور یہ جو ہم کھا لیں گے یہ ختم ہو جائے گا۔

جو ہم اللہ کی راہ میں دیتے ہیں وہی باقی رہ جاتا ہے۔ جو ہم نے استعمال کر لیا وہ سب ختم ہو گیا ہے۔

فرشتوں پر ایمان: یہ سب کچھ دُنیا میں آٹومیٹک نہیں ہو رہا۔ جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ فرشتے اُس کی اطاعت اور بندگی کرنے والی مخلوق ہے۔ فرشتے اللہ کے حکم کے پابند ہیں۔ اس سے بندے کو یقین ہو

جاتا ہے کہ اللہ کا ارادہ غالب ہے۔ جو ہم سب مل کر بھی چاہیں گے وہ نہیں ہو گا، وہی ہو گا جو اللہ چاہے گا۔ اللہ اپنے ارادے کی تکمیل جس مخلوق سے کرواتا ہے وہ فرشتے ہیں۔

ایمان پر کتاب: اس کائنات کو جس قانون نے بنایا ہے وہ قانون کی کتاب اللہ کا کلام ہے۔ سورج چاند ستارے اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ ہمیں وہ قانون لکھ کر دے دیا گیا۔ اور جو اُمّت اس قانون کو پڑھنے اور سمجھنے کی بجائے صرف اس کے وظیفے کرے کیا وہ کامیاب ہو سکتی ہے؟ ہمیں لکھ کر دے دیا گیا کہ یہ رہنمائی کے اُصول ہیں۔ اس کتاب کو اپنا رہنما مان لو اس سے مدد لو، اس کے مطابق زندگی بسر کرو پھر کامیاب ہوگے۔

انبیاء پر ایمان۔ جس بندے کے اندر یہ زیادہ ہو گا وہ اتنا ہی نبیﷺ کا اطاعت گزار ہو گا۔ آپ چاہتے ہیں آپ میں حکمت آئے؟ نبیوں پر اپنا ایمان پکّا کر لیں۔ اللہ نے کچھ بندوں کو اپنے کام کے لئے چنا اور پھر اُنؑ کو زندگی گزارنے کے طریقے دے دئے۔ نبیؑ دانش اور حکمت کے خزانے ہوتے ہیں۔

نبی پر ایمان ہے تو رسول پر بھی ایمان ہے۔ اللہ نے کسی دور میں بھی انسان کو ہدائت سے غافل نہیں ہونے دیا۔ انسانوں کے لئے نبی اور رسول بھیجے تا کہ ہم اُنؑ کی پیروی کریں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِۙ

اب آپ سوچتے ہونگے کاش ہمیں بھی موقع ملتا ہم بھی ہجرت کرتے۔ ہم بھی مزے سے سفر کرتے اور اَجر پاتے۔ تو پہلی بات تو یہ کہ فتح مکّہ کے بعد تو وہ والی ہجرت ختم ہو گئی۔ لا هجرة بعد الفتح

حدیث کا خلاصہ ہے کہ اب ساری زندگی بھی وہ والی ہجرت کا ثواب نہیں ملے گا۔ کیونکہ وہ ہجرت بہت مشکلات اور آزمائش والی تھی۔ ہمارے لئے اب ہجرت کے کونسے مواقع ہیں؟

پہلا موقع تو یہ ہے کہ بخاری میں آتا ہے۔ المھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ۔

مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

(یہ حدیث یاد کر لیں اور ایک دوسرے کو سنائیں) تو بُری عادتوں کو چھوڑنا۔ بُرے کام چھوڑ دینا بھی ہجرت ہے۔ اپنے آپ کو کنٹرول کریں۔ اپنے آپ کو اللہ والے بنالیں۔ اس کی تفصیل ہم سورۃ النساء میں پڑھیں گے۔

جہاد: کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انتہائی کوشش کرنا۔ جہاد سے مراد صرف جنگ نہیں ہے۔

جنگ کے لئے قتال کا لفظ آتا ہے۔ جہاد کے معنی زیادہ وسیع ہیں۔ ہر قسم کی جدوجہد، زبان سے، قلم سے، ہاتھ سے ہر ممکن طریقے سے انسان دوڑ دھوپ کرے۔ کوشش کرے کہ اللہ کے دین کو غالب کرے۔ پہلے تو اپنے اوپر لیں۔ خود کو اللہ والی بنا کر اور پھر اپنے سے آگے دوسروں کے لئے کوشش کریں۔ آخر اِس میں جان بھی دینی پڑے تو دے دو۔

گویا کہ مہاجر وہ ہے جس کے دل میں ہر وقت یہ ذکر رہے کہ میں نے اللہ کے دین کو اُس کی زمین پر غالب کرنا ہے۔۔ پھر آپ اُمید رکھو کہ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ہم کب اُمید رکھتے ہیں کہ کلمہ پڑھ لیا ہے اب ہم مسلمان ہیں۔

جب تک ہمارے ایمان لانے کے بعد ہجرت کا دور نہیں آتا ہمارا ایمان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ زندگی میں اگر کوئی مشکل آئے اور اس کے مقابلے میں آپ اللہ کی راہ میں جم گئے تو پھر آپ مومن ہیں۔ کہ یا اللہ میں کوشش کر رہی ہوں۔

توصحابہ کرامؓ سے بھی غلطی سے قتل ہو گیا۔ اگر ہم سے غلطی سے کچھ ہو جائے تو پھر اللہ تسلی دیتے ہیں کہ فکر نہ کرو۔ اللہ بخشنے والا اور غفور الرحیم ہے۔ غفور یہ ہے کہ جہنم سے بچالے کہ جاؤ بخش دیا۔ آگ میں نہیں ڈالے گا۔ اور رحیم یہ ہے کہ باہر نہیں پڑا رہنے دے گا، اللہ جنّت میں بھیج دے گا۔

حدیثِ رسولؐ ہے کہ: جہنم اللہ کا عدل ہے اور جنّت اللہ کا رحم ہے۔

اگر اللہ انصاف پر آگیا تو جہنم ملے گی کیونکہ ہمارے پاس وہ عمل ہی نہیں ہیں جن سے جنّت مل جائے۔ ہم جنّت میں صرف اور صرف اللہ کی رحمت کی وجہ سے جائیں گے۔ اللہ کی غفوریت کی وجہ سے بخشے جائیں گے اور رحمت سے جنّت ملے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ مومن کی پوری زندگی مجاہدے کی زندگی ہوتی ہے۔ ہر وقت تیار رہیں۔ اللہ کے حکم پر سو بسم اللہ۔ خواہشات کو روکنا پڑے بسم اللہ۔ اللہ تیرا شکر اللہ آپ کچھ کہیں تو میں کر کے دکھاتی ہوں۔ اللہ آپ نے یہ حکم دیا میں اب ایسے ہی کرونگی۔ لوگوں کو خوش نہیں کرنا اللہ کو راضی کرنا ہے۔ شیطانی قوتوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور ضرورت پڑے تو حکمران کے سامنے بھی کلمۂ حق بلند کرتے ہیں۔

مسلمان کی زندگی کی بقا ہجرت اور جہاد میں ہے۔ جب تک مسلمانوں نے یہ دو راستے پکڑے رکھے کافر اِن سے ڈرتے رہے۔ آج ہم نے اِن کو چھوڑ دیا تو ذلّت اور خواری ہمارے سامنے ہے۔